تار کا پتہ الفضل قادیان ۔ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

الفضل قادیان بٹالہ — THE ALFAZL QADIAN — قیمت فی پرچہ ار

اخبار الفضل قادیان ہفتہ میں دو بار

ایڈیٹر:- غلام نبی ۔ اسسٹنٹ مہر محمد خاں

نمبر ۴۷ | مورخہ ۱۴ر دسمبر ۱۹۲۳ء | یوم جمعہ | مطابق ۵ جمادی الاول ۱۳۴۲ | جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بخیر و عافیت ہیں ۔

سالانہ جلسہ کے انتظامات نہایت سرگرمی سے شروع ہیں۔ پروگرام جلسہ انشاء عنقریب شائع ہوگا

۸ر تاریخ طلباءِ مدرسہ احمدیہ کی انجمن محبان اسلام کا جلسہ زیر صدارت جناب مفتی صاحب ہوا ۔ جس میں چھوٹے بچوں نے صداقت مسیح موعود اور صداقت اسلام پر تقریریں کی ۔ عربی اور انگریزی میں زبانی کہانیاں سنائیں اور عربی میں دو طلباء کا خرید و فروخت کے متعلق مکالمہ ہوا ۔ اخیر میں جناب مفتی صاحب نے تقریر کی ۔ جس میں چھوٹے بچوں کی قابلیت پر اظہار خوشنودی کیا ۔

مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام

چودہ۱۴ نئے احمدی

(نوشتہ مولوی فضل الرحمن صاحب حکیم)

بچوں کی تعلیم و تربیت میری توجہ آج کل اس طرف ہے ۔ کہ جماعت کے بچوں کی تربیت کے لئے ایک انگریزی و عربی سکول کھولا جاوے ۔ ساحل پر سکول کا کھولنا اور جماعت کے لئے بچوں کا یہاں بھیجنا ابھی مشکل ہے کیونکہ بچارے غریب لوگ ہیں ۔ ساحل پر اخراجات بہت ہیں ۔ سکول کا کھولنا انشاء اللہ سلسلہ کی ترقی کیلئے بہت بابرکت ثابت ہوگا ۔

عیسائیت کی ترقی مدارس سے اس علاقہ میں جس قدر ترقی عیسائیت کو ہوئی ہے ۔ اُس کا اکثر حصہ سکولوں کے ذریعہ حاصل ہوا ہے عیسائیوں نے کئی قسم کے سکول کھول رکھے ہیں ۔ باقاعدہ روزانہ سکول لڑکے اور لڑکیوں کے واسطے ۔ شبانہ سکول ۔ پھر ہفتہ وارا سکول ۔ شبانہ اور ہفتہ وار سکولوں کی غرض خاص طور پر لوگوں کو اپنے جال میں پھنسانا ہے ۔ ان میں کتابیں ہی ایسی رکھی جاتی ہیں ۔ جو انجیل کے بعض حصے اخذ کئے ہوئے ہیں ۔ اور کچھ عیسائیت کے متعلق بیانات ہیں ۔ سکولوں میں انجیل ہر طالب علم کو پڑھنی ہوتی ہے ۔ اور پھر غریب سادہ لوح بچے جس کے قلب کی تختی پر پہلے ہی دن "ایک میں تین اور تین میں ایک" لکھا جاتا ہے ۔ اگر اپنی تعلیم کا سرٹیفیکیٹ حاصل کرنے سے پہلے ہی عیسائیت کا تمغہ نہ پہن لے ۔ تو اور کیا کرے ؟

کوئی مسیحی گاؤں نہیں۔ جس میں گرجا نہ ہو۔ خواہ وہ کیسی ہی سادہ عمارت ہو۔ کوئی ایسی مسیحی بستی نہیں جہاں کوئی مناد مقرر نہیں۔ پھر کوئی تین چار بستیاں قریب قریب کی ایسی نہیں۔ جہاں پر سکول نہیں ٭

مسلمانوں کی حالت ان کے مقابلہ میں اسلام کا دم بھرنے والوں کی حالت یہ ہے۔ کہ ان کو دیکھ کر شرم آتی ہے۔ علم کا حاصل کرنا سکول میں بچوں کا بھیجنا ان کے نزدیک کفر کا ہم معنی ہے۔ چوری ان کا پیشہ۔ گنڈے تعویذ پر ان کا گذارہ۔ شراب خوری اُن کا کام اور جُوا ان کا دل بہلاوا۔ اسلام کی طرف کسی کو اگر رغبت اور توجہ ہو تو کیونکر ہو ٭

گولڈ کوسٹ کا رقبہ ۸۷۵۰۰ مربع میل سے کچھ کم ہے۔ کل آبادی اس کی ۲۰۰۰۰۰۰ نفوس پر مشتمل ہے۔ اتنے رقبہ اور اتنی آبادی میں عیسائی سوا لاکھ کے قریب ہیں۔ باقی بت پرست ہیں سو گولڈ کوسٹ کے اصل باشندے مسلمان تو وہی مٹھی بھر لوگ ہیں۔ جو گذشتہ دنوں احمد نبی اللہ (صلے اللہ علیہ و علیٰ مطاعہ وسلم) کی غلامی میں داخل ہو کر احمدیت کے حلقہ بگوش ہو گئے۔ باقی لوگ یہاں کے اصل باشندے نہیں۔ مگر ان کی تعداد تین چار ہزار سے زیادہ کسی صورت میں نہیں۔ اور حالت ان کی ایسی ردی جس کا ذکر میں اوپر کر چکا ہوں ٭

احمدی قوم سے اپیل اب مجھے احمدی قوم سے یہ عرض کرنا ہے۔ کہ اے ساری دنیا میں حق کے پھیلانے کی واحد ذمہ وار قوم بتا کہ تو نے عیسائیت کے مقابلہ میں کتنا احمدی لشکر اس میدان میں اتارا ہے۔ یہ حال تو افریقہ کی ایک چھوٹی سی کالونی کا میں نے سنایا ہے براعظم افریقہ سارا اسی طرح اس عیسائیت کے لشکر سے پُر ہے۔ اے احمدی قوم تو نے کتنے مبلغ اس ملک میں بھیجے ہیں۔ کتنے سکول اس غرض کے لئے کھولے ہیں۔ کہ تیری بلالی برادری کے بچے ان میں تربیت پائیں۔ اور کتنی درسگاہیں تو نے قایم کی ہیں جہاں ایسے لوگ پڑھیں۔ کہ جن کو خواہش ہے۔ کہ وہ اسلام سیکھیں ٭

اے خدائے واحد کی واحد ممتاز جماعت اور اللہ کی راہ میں جان و مال کو ہیچ جاننے والی قوم۔ سارے براعظم میں صرف تیرے دو مبلغ ہیں۔ وہ بھی ضروری سامان سے تہیدست۔ پھر بتا۔ کس حد تک تو نے اپنے فرض کو ادا کیا ہے!

اے نوجوانانِ جماعت احمدیہ اٹھو اور کمر ہمت باندھ کر اٹھو۔ راجپوتانہ کے میدان میں تم نے جان و مال قربان کئے۔ مگر میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ افریقہ کا علاقہ اس سے بھی زیادہ قربانی چاہتا ہے۔ اور اگر آج تم نے اس میدان میں قدم نہ رکھا۔ تو وہ کون سا وقت آئے گا۔ جب آپ ادھر توجہ کرینگے۔ جب ساری دنیا عیسائی ہو جائیگی۔ کیا وہ وقت تب آئیگا۔ جبکہ وہ دل جو آج خدائے واحد کی پرستش کے لئے تیار ہو رہے اور صرف اسباب کی انتظار میں ہیں۔ کہ ان کے منہ میں کوئی حق کے شربت کا گھونٹ گرا دے۔ وہ تڑپ تڑپ کر مر جائینگے ٭

عیسائیت کا مغلوب کرنا آسان ہے میں اپنے تجربہ سے بتاتا ہوں۔ کہ عیسائیت کا مغلوب کر لینا اللہ کی تائید اور اس کے فضل سے بالکل آسان ہے۔ باوجود اس قدر آدمیوں کی کوشش اور اس قدر زرِ کثیر کے صرف کرنے کے جو لوگ عیسائی ہوتے ہیں۔ وہ اس کو مذہب سمجھ کر داخل نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ دیکھتے ہیں۔ کم از کم دنیا میں انسان اسکے ذریعہ تعلیم اور عزت حاصل کر لیتا ہے۔ اس لئے وہ عیسائی ہو جاتے ہیں۔ ورنہ عیسائیت کی مذہبی خوبیوں سے وہ ایسے ہی ناآشنا ہیں۔ جیسا کہ فی الحقیقت یہ مذہب اپنے اندر کوئی خوبیاں نہیں رکھتا بمقابلہ اسلام کے۔ پھر بعض انکے اس سے بیزار بھی ہیں۔ مگر وہ اسکو چھوڑ بھی نہیں سکتے۔ کیونکہ انکو کوئی بیٹھنے کے لئے سوسائیٹی بھی نہیں ملتی ٭

ایک عیسائی کا خط چنانچہ مثال کے طور پر میں ایک خط کا ترجمہ ذیل میں دیتا ہوں۔ جو ایک تعلیم یافتہ عیسائی نے مجھے لکھا ہے۔ نہایت کٹا عیسائی تھا۔ وہ لکھتے ہیں ڈیر فادر! عیسائیت کے اندر وہ خوبیاں اور باتیں مجھے نظر نہیں آتیں۔ جنکی مجھے تلاش ہے۔ موجودہ عیسائی عبادتیں وہ عبادتیں نہیں۔ جو یسوع مسیح نے بتائی تھیں۔ اور موجودہ عیسائیت وہ مذہب نہیں۔ جس پر یسوع مسیح ہمیں چلانے آیا تھا۔ مسیح تو اندھوں کو آنکھیں بخشنے۔ اور بھولے ہوؤں کو خدا کی راہ دکھانے آیا تھا۔ مگر آج مسیحیت کی آڑ میں سوجاکھوں کی آنکھوں میں خاک ڈال کر ان کو اندھا کیا جا رہا ہے۔ اور بجائے خدا کی طرف لانے کے ان کو خدا سے دور کیا جا رہا ہے۔ اور مصیبت یہ کہ مسیح کی جانشینی کا دم بھرنے والے ہی یہ سب باتیں کر رہے ہیں۔ مجھے اب سمجھ آگئی۔ کہ اسلام ہی ایک حقیقی مذہب ہے۔ اور یہی سب انبیاء کا مذہب تھا۔ مجھے اسلام میں داخل فرمائیے ٭

۱۴ نومسلم ایام زیر رپورٹ میں ۱۴ نومسلم ہوئے۔ جنمیں سے ایک صاحب جن کا اوپر ذکر ہوا تعلیم یافتہ عیسائی ہیں۔ ان کا نام صادق رکھا گیا۔ احباب ان کے واسطے دعا فرماویں۔ کہ اللہ کریم سب کو استقامت بخشے۔ آمین ٭

متفرق سالٹ پانڈ مکتب میں دو نئے طالب علم آئے ہیں۔ جن میں سے ایک مسیحی تھا۔ وہ مسلمان ہو گیا ہے بالغ ہے اور اپنی رضا و رغبت سے بعد حصول اجازت والدین کے سلسلہ میں داخل ہوا ہے۔ اس کا نام حکیم رکھا گیا سات طالب علم بلوغ المرام پڑھتے ہیں۔ میں خود پڑھاتا ہوں۔ نماز کا ترجمہ ختم کرنے کو ہیں ٭

مکرمی جناب ماسٹر قادر بخش صاحب لدھانوی مرحوم مغفور کی وفات کی خبر اخبارات میں پڑھی جسکا دل کو بہت صدمہ ہوا۔ ۵ اکتوبر کو ایک بڑی جماعت کیسا تھ ان کا جنازہ غائب پڑھا گیا۔ غالباً یہ پہلا جنازہ ہے۔ جو ہندوستان کے باہر کی جماعتوں میں ادا کیا گیا۔ اللہ تعالےٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے۔ اور اپنی رضوان کا تاج ان کے سر پر رکھے۔ آمین ٭

درخواست جنازہ یہاں پر موضع ایکرافول میں ایک نوجوان ابراہیم نام فوت ہو گیا ہے۔ نہایت مخلص رشید اور قابل نمونہ نوجوان تھا۔ احباب اس کا جنازہ غائب پڑھ کر اسکے لئے دعائے مغفرت فرماویں۔ گاؤں کے مسلمان سب کے سب باہر فصلوں پر گئے ہوئے تھے۔ اسلئے مجھے تحقیقی طور پر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۹۲۳ء

اخبار ”سیاست“ اور علی برادران

علی برادران مسلمانوں کی نظر میں

۲۰ نومبر کے ”الفضل“ میں علی برادران کی اسلام کے خلاف بعض تقریروں کے متعلق جو مضمون لکھا گیا تھا۔ اس کے متعلق سوائے اخبار ”سیاست“ کے نہ صرف کسی اور مسلمان اخبار نے کچھ لکھا نہیں بلکہ اس کی تائید میں کئی اخبارات نے آواز اٹھائی۔ اور علی برادران کے ان الفاظ پر نفرت کا اظہار کیا ہے اخبار ”سیاست“ نے بھی نہ تو اقتباسات سے انکار کیا ہے۔ کہ جو افسوسناک الفاظ علی برادران کی تقریروں کے شائع ہوئے ہیں، وہ ان کے نہیں ہیں۔ اور نہ ان کو جائز اور مناسب ثابت کرنے کی تکلیف گوارا کی ہے۔ بلکہ اس بارے میں صرف اتنا ہی ارشاد کافی سمجھا ہے۔ کہ

”ہم اس کا مفصل جواب کسی قریبی اشاعت میں عرض کریں گے“

اس ”قریبی اشاعت“ کا ہم نے بڑے شوق سے انتظار کیا۔ لیکن افسوس کہ اب تک ہماری نظر سے مفصل جواب نہیں گذرا۔

”سیاست“ کو چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ ”الفضل“ نے علی برادران کے متعلق جو مضمون لکھا تھا۔ اس کے جواب میں اگر وہ کچھ کہہ سکتا تھا۔ تو کہتا۔ لیکن اس سے پہلو تہی کرتے ہوئے اس نے اور ہی رونا شروع کر دیا۔ سلطنت ٹرکی اور اماکن مقدسہ کے متعلق جماعت احمدیہ پر عدم ہمدردی کا الزام لگا دیا۔ حالانکہ امام جماعت احمدیہ نے اس بارے میں تحریر و تقریر کے ذریعہ جو کوشش فرمائی ہے۔ اس کو مدنظر رکھ کر کوئی سمجھدار انسان یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ جماعت احمدیہ نے سلطنت ٹرکی سے ہمدردی نہیں کی۔ اور اماکن مقدسہ کی حفاظت کے لئے کوئی کوشش نہیں کی۔

اسی طرح علاقہ ارتداد کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

”فتنہ ارتداد کی آڑ میں نہاد روک تھام سے اس جماعت کا یہ مقصد تھا۔ کہ اس پردہ میں اپنے عقاید کو پھیلائے۔ ہندوستان میں اپنے عقائد کی تبلیغ کے لئے اس موقع کو نعمت غیر مترقبہ سمجھا گیا“

اس بارے میں ہماری طرف سے بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اور خاص ”سیاست“ کو مخاطب کر کے ہم ایک مفصل مضمون شایع کر چکے ہیں۔ جس کا اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اب اس کے متعلق زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ مگر ہم سیاست سے یہ ضرور دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ہم نے ہندوستان میں اپنے عقائد کی تبلیغ کو پہلے کب چھپایا۔ یا اس کے متعلق کسی مخالفت کی پروا کی۔ کہ ہم نے فتنہ ارتداد کے موقع کو اس کے بدلے نعمت غیر مترقبہ سمجھا۔ ہم خدا کے فضل و کرم سے اپنے عقائد پر اس قدر مستحکم ایمان اور پورا یقین رکھتے ہیں۔ کہ تلوار کی دھار پر بھی بیان کرنے سے نہیں رک سکتے اور اس وقت تک کا ہمارا طرز عمل اس کا شاہد ہے پھر ہمیں ارتداد کے پردہ میں چھپ کر اپنے عقائد کی تبلیغ کی کیا ضرورت ہے۔ ہم جو کچھ کر رہے ہیں علی الاعلان کر رہے ہیں۔ اور علی الاعلان کریں گے۔ اس وقت تک ہم نے محض اسلامی فوائد کی خاطر نہ کہ کسی مخالفت اور ڈر کی وجہ سے۔ اختلافی مسائل کو علاقہ ارتداد میں چھیڑنے کی ابتدا کرنا مناسب نہیں سمجھی۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر مولوی صاحبان ہمارے عقائد کو زیر بحث لائیں اور لوگوں کو غلط طریق سے بتائیں۔ تو بھی ہم خاموش رہیں۔ اب جہاں ہم اپنے عقائد پیش کرتے ہیں وہاں ایسی ہی حالت ہوتی ہے۔ اور کوئی عقلمند انسان اس کے متعلق یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ اختلافی مسائل کو چھیڑنے کی ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ”سیاست“ باوجود اس بات کا علم رکھنے اور ہماری اس دعوت سے آگاہ ہونے کے کہ ایک غیر جانبدار کمیشن مقرر کر کے تحقیقات کرائی جائے۔ کہ اختلافی مسائل چھیڑنے میں ابتدا کرنے کی ذمہ داری کس فریق پر عائد ہوتی ہے۔ بیہودہ الزام لگانے سے باز نہیں آتا۔

مختصر طور پر اس قدر عرض کرنے کے بعد ہم اصل مضمون کی طرف آتے ہیں ”سیاست“ ان غیر متعلق امور کا تذکرہ کرنے کے بعد اپنے غم و غصہ کی وجہ یہ بیان کرتا ہے۔ کہ

”اس (احمدیہ) جماعت کے مشہور ترجمان ”الفضل“ نے رئیس الاحرار مولانا محمد علی پر نہایت ہی ناپاک حملے کئے ہیں۔ اور یہ ثابت کرنا چاہا ہے۔ کہ وہ اسلام یا مسلمانوں کے خادم اور خیر خواہ نہیں ہیں رئیس الاحرار مولانا محمد علی نے نہ صرف مسلمانان ہندوستان ہی کی خدمت کی ہے۔ بلکہ انہوں نے عالم اسلام کی وہ خدمات انجام دی ہیں۔ کہ آج دنیا معترف ہے۔ اور آج بھی روضہ رسول پر اغیار کے اثر و اقتدار سے وہ تڑپ رہے ہیں۔ علی برادران کی اسلامی اور قومی خدمات سے انکار کور چشمی اور دلی تعصب نہیں تو اور کیا ہے“

ہم نے علی برادران کے متعلق جو کچھ لکھا تھا۔ ان کی واجبی عزت اور احترام کو مدنظر رکھتے ہوئے لکھا تھا۔ اور ان کو جو درجہ اور رتبہ حاصل ہے۔ اسی نے ہمیں ان حقایق کے اظہار پر مجبور کیا تھا۔ کیونکہ مسلمانوں کے ان محبوب لیڈروں کے منہ سے جو الفاظ نکلے۔ وہ ہمارے لئے نہایت ہی حیرت انگیز اور افسوسناک تھے۔ اور جس قوم کے لیڈر ایسے الفاظ اپنے منہ سے نکالیں۔ اس کی بدقسمتی اور کوربختی میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ چونکہ قوم کے لئے سب سے ضروری امر یہ ہے کہ اپنی پہلی فرصت میں اپنے لیڈروں کے ان الفاظ پر غور کرے۔ اور ان کے بدنتائج کو سوچے۔ اسلئے ہم نے مسلمانوں کے سامنے علی برادران کے تازہ

بیانات رکھے۔ لیکن افسوس کہ معاصر "سیاست" نے مسلمانوں کی توجہ اس طرف سے پھیرنے کے لئے ہم پر طعن و تشنیع کرنے کا غلط رویہ اختیار کر لیا۔ تاکہ لوگوں کے جذبات کو ہمارے خلاف مشتعل کر کے اصل بات پر غور کرنے سے باز رکھے۔ ممکن ہے۔ اس کے دھوکہ میں کچھ لوگ آ جائیں لیکن ایک طرف علی برادران کی ہندو پرستی جس میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ اور دوسری طرف بعض مسلمان اخبارات کی جرأت اور دلیری ضرور اپنا اثر دکھائے گی اور مسلمانوں کو چار و ناچار علی برادران سے جو اخلاص اور عقیدت رہی ہے۔ اس پر نظر ثانی کرنے کی ضرورت محسوس ہوگی ؛

چنانچہ معاصر پیسہ اخبار (۲۹ نومبر) علی برادران کو مخاطب کر کے لکھتا ہے۔

"کیا مسلمانوں کو وہ ایسا بے غیرت سمجھتے ہیں۔ کہ اگر ان کی ماں بہن۔ بہو۔ بیٹی۔ کی کوئی ہندو بے عزتی کرے۔ تو وہ خاموشی سے برداشت کر لیں گے۔ یقیناً وہ ہرگز نہیں کریں گے۔ ہم اس بارہ میں زمیندار اور سیاست۔ غیرہ کی رائے دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ کیا وہ بھی مولانا صاحبان کی اس بے عزتی کے وعظ و نصیحت کی اشاعت اور تائید کرنا چاہتے ہیں"

ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ غلط طرز عمل کے خلاف مسلمانوں میں احساس شروع ہو گیا ہے۔ لیکن ان سے ... اس امر کی تائید میں معاصر ہمدم (۵ دسمبر) کا وہ مضمون پیش کیا جاتا ہے۔ جو اس نے "خاص مضامین ... ہمدم کو الف" کے زیر عنوان شائع کیا ہے۔ اس مضمون کو پڑھتے وقت اس امر کو مد نظر رکھ لینا چاہیئے۔ کہ ایڈیٹر صاحب ہمدم جنہوں نے یہ مضمون شائع کیا ہے علی برادران کے نہایت مخلص فدا کاروں میں سے ہیں۔

مذکورہ بالا مضمون حسب ذیل ہے :-

"یہ بات تو دنیا پر روشن ہو چکی ہے۔ کہ علی برادران ہندو پرستی میں انتہاء کو پہونچ چکے ہیں۔ اور انہیں ہندو پرستی کے سامنے مذہب و ملت کی شمہ بھر پرواہ بھی نہیں۔ لیکن ہمدم کی سطور میں مسٹر شوکت علی کی دہلی والی تقریر مسلمانوں کی غیرت و قلوب کے لئے جسقدر صدمہ پہونچانے والی ہے۔ وہ لفظوں سے ادا نہیں کیا جا سکتا۔ افسوس اب حالت اس درجہ تباہ ہو چکی ہے۔ کہ اپنے ننگ و ناموس کا بھی لحاظ نہیں۔ مسٹر شوکت علی کے الفاظ ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں۔ دنیا میں کوئی عزت مند انسان ایسے کلمے زبان سے نکالنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ مسلمان وہ قوم ہے۔ جنکی مستورات کے نام تک پردہ میں رکھے جاتے ہیں۔ اور کسی شخص کو انکے نام دریافت کرنے کی بھی جرأت و ہمت نہیں ہو سکتی۔ آج ایک شخص اپنے آپکو لیڈر سمجھ کر ایسے کلمے ہندوؤں کی خوش آمد کیلئے کہے۔ اور تمام مسلمانوں کو ذلیل کرے۔ قطع نظر اسکے کہ ہندو مسلمانوں کے ساتھ کیسے ظالمانہ برتاؤ کر رہے ہیں۔ ایسی خوشامد کمینہ پن ہے۔ میں یہ نہیں سمجھ سکتا۔ کہ دنیا کا کوئی خواہ وہ کیسا ہی جی حضوری ہو۔ ایسے کلمات زبان سے نکالے تو کیا وہم و خیال میں بھی لانے گوارا کر سکتا ہے۔ میں بھی علی برادران کو اسلام کا فدائی اور قوم کا رہنما اور حقیقی لیڈر سمجھتا تھا۔ لیکن جب سے یہ مضمون دیکھا ہے۔ میں انکو عار قوم اور ننگ اسلام سمجھتا ہوں۔ اور مجھے حیرت ہے۔ کہ فطری حمیت و غیرت جو ہر مذہب و ملت کے جاہل انسان میں بھی ہوتی ہے۔ انہوں نے کہاں ضائع کی۔ اور وہ اپنی مستورات کی توہین گوارا کرنے پر کس ضرورت سے مجبور ہوئے۔ اور اس اعلان کے لئے کیا باعث ہوا۔ میرا ضمیر تسلیم نہیں کرتا۔ کہ غیرت و حمیت کوئی شخص اپنی مستورات کی حرمت و احترام میں خلل اندازی کا تصور کر کے بھی سلیم الحواس رہ سکتا ہے۔ چہ جائیکہ اپنی زبان سے کہا جائے۔ کہ اگر کوئی ہندو ہماری مستورات کی توہین کریگا۔ تو ہم اس سے انتقام نہ لیں گے۔ نہ اسکے مقابل کوئی قانونی کارروائی کرینگے۔ مجھے یہ بتایا جائے۔ کہ اس دیوثی کے کیا معنی ہیں۔ اور اسکی کیا حقیقت ہے۔ جو شخص حمیت و عزت جیسے پاکیزہ جوہر کو ضائع کر چکا ہو۔ نہ وہ کسی شریف قوم کا لیڈر ہو سکتا ہے۔ نہ ممبر۔ نہ کوئی شریف سوسائٹی اسکو اپنا رکن بنا سکتی ہے۔ اسلئے میں مسٹر شوکت علی کو انکی حرکت کی وجہ سے نہایت نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ اور اس مضمون پر ہزار ہا نفرین کرتا ہوں۔ جہاں تک مجھے علم ہے جس مسلمان کو شوکت علی صاحب کی اس تقریر کا علم ہوا ہے۔ وہ میری طرح یا مجھ سے زیادہ رنجیدہ و کبیدہ ہوئے ہیں۔ زیادہ ندامت تو اس بات کی ہے۔ کہ ہم اس عرصہ تک اس دشمن عزت کے حلقہ بگوش رہے۔ وائے بر ما خدا نہ کرے۔ کہ کوئی صاحب شوکت علی صاحب کی بیجا خواہی میں اپنی عزت و حمیت پر ہاتھ صاف کریں۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ ما سوا چند غیرتمند شاید کوئی نہ ملیگا۔ جو اس ننگ و ناموس کی طرفداری کرے۔ شوکت علی صاحب کے جو الفاظ ہمدم مورخہ ۹ر نومبر ۱۹۲۳ء صفحہ ۵ کالم ۲ میں درج ہیں۔ ملاحظہ کیلئے نقل کئے جاتے ہیں۔ وائے صد وائے مضمون "میرا تو یہ عزم صمیم ہے کہ اگر کوئی ہندو میری مستورات کی توہین کرے۔ تو میں اس سے انتقام نہ لونگا۔ نہ کوئی قانونی کارروائی اسکے خلاف کرونگا اسباب پر زور دونگا۔ کہ اگر ایسا کبھی ہندو کی جانب سے ہو۔ تو وہ تحمل اور بردباری سے کام لیں۔ خوش اعتقادی رکھیں گے"

"الفضل" نے اس بارے میں جو مضمون لکھا تھا۔ وہ قطعاً اس قدر کھلا اور واضح نہ تھا جسقدر یہ مضمون ہے۔ پھر کیا اخبار "سیاست" معاصر "ہمدم" کے خلاف بھی وہی رویہ اختیار کریگا۔ جو اس نے "الفضل" کے خلاف اختیار کیا۔ اور ادھر ادھر کے جھوٹے سچے طعنے دینے پر اتر آئیگا۔ دراصل اس قسم کا طرز عمل وہ لوگ اختیار کرتے ہیں۔ جو ذاتی اغراض کی خاطر کسی کے متعلق اپنا شیوہ ثناخوانی قرار دے لیتے ہیں۔ اور غلط سے غلط بات پر بھی آمنا و صدقنا کہنے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ ورنہ کوئی باغیرت اور باحمیت انسان علی برادران کے ان الفاظ کو پڑھکر جو ہم نے اپنے مضمون میں پیش کئے تھے قطعاً ان کو اسلام کا حامی اور مسلمانوں کا خیر خواہ نہیں کہہ سکتا۔

کس قدر رنج اور افسوس کا مقام ہے۔ کہ مسلمان ابھی علی برادران کے انہی الفاظ پر ماتم کر رہے تھے جو انہوں نے ہندوؤں کی رفاقت اور دوستی حاصل کرنیکے لئے شریعت اور غیرت اسلامی کے خلاف کہے تھے۔ کہ اب انہوں نے سکھوں کا ممدوح بننے کیلئے اور در افشانی فرمائی ہے۔ چنانچہ ۱۴ر نومبر کو جلیانوالہ باغ امرتسر میں تقریر کرتے ہوئے مسٹر محمد علی نے فرمایا :-

"مسلمانوں کو سکھوں سے ہمدردی کرنی چاہیے۔ کانگریس کسطرح سکھوں کی امداد کر سکتی ہے۔ اسکا فیصلہ ورکنگ کمیٹی میں ہوگا۔ مگر میں اپنی طرف سے جیسا کہ کانپور میں ایک شخص نے کہا ہے۔ کہتا ہوں۔ کہ جب تک ہونکے گلے کٹتے ہونگے۔ تو میں شاید کسی اور طرح سے انمیں شامل نہ ہو سکوں۔ کیس رکھ کر اور کرپان لٹکا کر انمیں شامل ہو جاؤنگا۔ اور اپنی جان دے دونگا"

(لائل گزٹ ۲۰ نومبر)

مسلمانوں کے لیئے یہ الفاظ جس درجہ افسوسناک اور رنجدہ کن ہیں۔ اس کا اندازہ "مسلمان مسیحیہ اخبار" کے ان الفاظ سے ہوسکتا ہے۔

"بسم اللہ جہاں آگے بہت لوگوں کو ہندو شدھ کر رہے ہیں۔ اور سینکڑوں دیہاتی اور مسلمان کمین عورتوں کو سکھوں نے سکھ بنا کر گھروں میں ڈال لیا ہے۔ وہاں ایک اور محمد علی سنگھ بڑھ جائیں گے۔ تو کیا بڑا فرق پڑ جائے گا۔"

اس کے سوا مسلمان اور کہہ ہی کیا سکتے ہیں۔ کیونکہ "رئیس الاحرار مولانا محمد علی" مسلمان والدین کے گھر پیدا ہو کر۔ مسلمان ماں کا دودھ پی کر۔ اور فدائے اسلام کہلا کر اسلام کے لیئے اس نازک وقت میں جو کچھ کر سکتے ہیں۔ وہ تو زیادہ سے زیادہ بالفاظ اخبار سیاست یہی ہے۔ کہ "روضۂ رسول پر اغیار کے اثر و اقتدار سے وہ تڑپ رہے ہیں" لیکن سکھوں کے لیئے وہ کیس رکھ کر اور کرپان لگا کر جان دینے کا اعلان کر رہے ہیں۔ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اسلام کے لیئے وہ آج تک جان نہیں دے سکے۔ اور نہ آیندہ دینے کے لیئے تیار ہیں۔ لیکن سکھوں کی خاطر اگر مسلمان رہ کر ان کی جان قربان نہ ہوگی۔ تو وہ سکھ بن کر جان دیدیں گے۔

ہم اخبار "سیاست" سے دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا اس قسم کے الفاظ کسی مسلمان کے منہ سے نکلنے زیبا ہیں۔ اور کیا مسلمان کی اور معمولی مسلمان کی نہیں بلکہ "رئیس الاحرار" کی یہی شان ہونی چاہیئے۔ کہ وہ اسلام کو چھوڑ کر سکھ بننے پر آمادگی ظاہر کرے۔ ہر ایک وہ شخص جو ان باتوں پر غور کرے گا۔ بلا شبہ اسی نتیجہ پر پہنچے گا۔ کہ جن کے منہ سے اس قسم کے الفاظ نکلتے ہیں وہ اسلام کی حقیقت اور مغز سے بالکل ناواقف ہیں۔ اور قطعاً اس قابل نہیں ہیں۔ کہ مسلمانوں کی راہ نمائی اور لیڈری کے فرائض ادا کر سکیں۔

خدا شاہد ہے۔ ہمیں علی برادران کی ذات سے کوئی بغض اور کینہ نہیں اور نہ ہم ان پر کسی قسم کا ذاتی حملہ کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ لیکن چونکہ وہ عزیزوں کی رفاقت حاصل کرنے کے شوق میں اپنوں کو بھلائے جا رہے ہیں اور نہ صرف اپنوں کو بلکہ اپنی ذات کو بھی بھلا رہے ہیں۔ اسلیئے اسلامی ہمدردی ہمیں مجبور کر رہی ہے۔ کہ خود ان کو اور انہیں لیڈر سمجھنے والوں کو خطرہ سے آگاہ کریں۔ اور جس غلط رستہ پر وہ چل رہے ہیں۔ اس کے نقصانات بتائیں۔ اس پر اگر ان کا "سیاست" جیسا نادان دوست برا مناتا ہے تو اسکی مرضی۔ ایسے لوگوں کا شور و شر اور بیجا طعن و تشنیع ہمیں حق کے اظہار سے نہیں روک سکتا۔

خدا تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق دے۔ کہ وہ اپنے لیڈروں کے تباہ کن رویہ سے آگاہ ہو کر ان خطرات سے بچ جائیں۔ جن کی طرف انہیں دھکیلا جا رہا ہے۔ اور وہ سمجھ لیں۔ کہ ان کے بڑے سے بڑے لیڈر جو محبان اسلام اور رشید ائیان ملت کہلاتے ہیں۔ ان کے دل میں نہ تو اسلام کی حقیقی وقعت ہے۔ اور نہ ان کے ذریعہ اسلام کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے +

خواجہ کمال الدین کے نزدیک تبلیغ احمدیت سم قاتل ہے

"یورپ میں تبلیغ احمدیت سم قاتل ہے"

خواجہ کمال الدین صاحب کا یہ فقرہ مدت سے مشہور ہے لیکن غیر مبایعین بالعموم اس سے انکار کر دیا کرتے تھے اب خواجہ صاحب نے غیر احمدیوں کے حملوں سے مجبور ہو کر اپنی صفائی میں اسبات کو پھر دہرایا ہے۔ اور دیگر اخبارات کے علاوہ "پیغام صلح" میں بھی اپنے حسب ذیل الفاظ شائع کرائے ہیں۔ کہ

"جب سے میں نے ووکنگ مشن قائم کیا میں نے یہ اپنا مسلک رکھا۔ کہ غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کو کسی فرقہ کے ماتحت نہ کروں گا۔ میں تبلیغ کے میدان عمل میں کسی نام نہاد فرقہ سے تعلق نہیں رکھتا۔ اور نہ کسی ایسے امر کو زیر بحث لاتا ہوں جس سے فرقی تنازعات پیدا ہوں۔ میں فرقی جھگڑوں کو اسلام کی اشاعت کے لیئے سم قاتل سمجھتا ہوں۔ ۱۹۱۶ء میں میں نے اس امر کا اظہار کیا۔ اور آج تک اس پر قائم ہوں"

غیر مبایعین ان الفاظ پر غور کریں۔ اور بتائیں۔ کہ جب خواجہ صاحب احمدیت کو "نام نہاد فرقہ" قرار دے کر یورپ میں اس کا نام بھی نہیں لیتے۔ اور اسکے ذکر کو سم قاتل قرار دیتے ہیں۔ تو ان کا احمدیت سے کیا تعلق باقی ہے۔ کیا کوئی ایسا شخص جو حضرت مسیح موعود کو خدا کا مامور سمجھتا۔ اور آپ کی اتباع کو باعث فلاح قرار دیتا ہو۔ اس کے منہ سے اس قسم کے الفاظ نکل سکتے ہیں ہرگز نہیں۔ پھر خواجہ صاحب کے متعلق یہ تسلیم کرنے میں کیا روک ہو سکتی ہے۔ کہ انہوں نے غیروں سے زر طلبی کی خاطر احمدیت کی قبا کو اسی طرح اپنے جسم سے اُتار دیا ہے جسطرح سانپ اپنی کینچلی کو اُتار پھینکتا ہے۔

احمدیت کے متعلق تو ان کی یہ حالت ہے۔ لیکن جنکی خاطر انہوں نے احمدیت کو جواب دیا ہے وہ بھی ان سے وہی سلوک کر رہے ہیں۔ جو اس قسم کے رنگ بدلنے والے لوگوں سے ہونا چاہیئے۔ اسکا پتہ اخبار زمیندار وغیرہ کے ان مضامین سے لگ سکتا ہے جو خواجہ صاحب کے متعلق شائع ہو رہے ہیں۔ اور جنہوں نے خواجہ صاحب کو چکرا دیا ہے۔

مولوی ثناء اللہ کی بیہودہ سرائی کی تردید

مولوی ثناء اللہ صاحب کی اس بیہودہ سرائی کے متعلق جو انہوں نے "قتل کی دھمکی" کے عنوان سے اخبارات میں کی۔ اور جس کے متعلق ہم گذشتہ پرچہ میں مفصل مضمون لکھ چکے ہیں۔ سید صداقت حسین صاحب نے حسب ذیل اعلان اخبار وکیل ۹ دسمبر میں شائع کیا ہے۔

"میں نے آپ کے اخبار مورخہ ۲۹ نومبر میں مولانا ثناء اللہ صاحب کی چٹھی بعنوان "الیکشن میں قتل کی دھمکی" اور اس ہفتہ کے اخبار میں چودھری ظفر اللہ خانصاحب کا خط پڑھا۔ چودھری صاحب موصوف کے ساتھ لیجسلیٹو اسمبلی کے الیکشن میں بیشک مقابلہ تھا۔ مگر گذشتہ ۱۵ سال کے تعلقات کی بنا پر میں چودھری صاحب کے اخلاق اور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خطبہ جمعہ

جماعت احمدیہ کے ایک مبلغ کی شہادت

مولوی عبید اللہ صاحب مبلغ ماریشس کا انتقال

احمدی جماعتوں میں یہ خطبہ پہلے جمعہ میں پڑھا جائے

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
۷ دسمبر ۱۹۲۳ء

سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کے رکوع ۱۹ کی آیات
یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ۝ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ
کی تلاوت کرنے کے بعد فرمایا۔

رنج و غم کا اجتماع

دنیا میں جب تک انسان رہتا ہے۔ اس وقت تک اس کو خوشی و غم سے ایک ہی دم میں پالا پڑتا ہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ غم پہلے ہوتا ہے اور خوشی پیچھے اور کبھی خوشی پہلے ہوتی ہے اور غم پیچھے۔ کبھی یہ دونوں باتیں اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ اسے خوشی کہوں یا غم۔ ایک طرف انسان خوشی کے جذبات سے سرور حاصل کر رہا ہوتا ہے تو دوسری طرف رنج کی کیفیات اپنی طرف کھینچ رہی ہوتی ہیں اور اسکو بتا دیتی ہیں۔ کہ تو خواہ کسی حالت میں ہو۔ مگر پھر بھی تو انسان ہے۔ اور رنج اور خوشی دونوں تیرے لیئے ہیں۔

رنج و غم سے بالا ہستی

ہاں صرف خدا ہی کی ذات ہے۔ جو ان جذبات سے پاک اور بالا ہے۔ اس کے سوا کوئی ہستی ایسی نہیں جو خوشی و رنج کے صدمات و اثرات سے پاک ہو۔ سوائے اس کے کہ جس کا انجام نیک ہو جائے۔ اور وہ نجات پا جائے۔ ایسے شخص کے لیئے خوشیاں ہی خوشیاں ہوتی ہیں رنج نہیں ہوتا۔

جان ہے تو جہان ہے

زندوں کے لیئے موت مصیبت سمجھی جاتی ہے اور اس سے بڑھ کر اور کوئی مصیبت خیال نہیں کی جاتی یہی وجہ ہے۔ کہ لوگ کہتے ہیں جان ہے تو جہان ہے یعنی دنیا کے ساتھ تعلق یا دنیا کے آراموں سے لطف اسوقت تک ہے۔ جب تک زندگی ہے جب جان نہیں تو خواہ ساری دنیا کوئی دیدے کچھ نہیں۔ جب تک جان ہے سب کچھ ہے اور جب مر گئے تو دنیا کے لحاظ سے کچھ بھی نہیں۔ جان کی حفاظت کے لیئے مال اور جائداد خرچ کی جاتی ہے۔ اور کچھ پروا نہیں کی جاتی کہ جان کے بچانے کے لیئے کتنا خرچ کریں۔ اور کیا بچائیں۔

نیک انجامی سب سے بڑی راحت ہے

مگر جس کا انجام اچھا ہو اور جس پر موت اسوقت آئی جبکہ وہ خدا سے راضی اور خدا اس سے راضی ہو اسکے لیئے موت کی گھڑی خوشی کی گھڑی ہوتی ہے۔ زندے اسپر روتے ہیں۔ اسلیئے کہ ان کے لیئے اسکی جدائی رنج اور غم کی بات ہے۔ مگر وہ خوش ہوتا ہے۔ کہ اس کا خدا اس سے راضی ہو گیا۔ اور اسکا انجام اچھا ہو گیا۔ کیونکہ وہ موت کے بعد دکھوں سے نجات پا گیا۔ اور خدا کے لطف و کرم کے دائمی سایہ کے نیچے آ گیا۔ ایسے اشخاص جنکا انجام اس طرح ہو کہ خدا تعالیٰ ان سے راضی ہو وہ ابد الآباد تک راحت و چین میں رہتے ہیں۔ پس وہ موت کی گھڑی جو زندوں کے لیئے مصیبت کی گھڑی ہوتی ہے ایسے مرنے والوں کے لیئے نیک ساعت ہوتی ہے۔ زندوں کو چونکہ اپنی جان سے واسطہ ہوتا ہے وہ دیکھتے ہیں کہ ان کے لیئے مرنے والے کی جدائی تکلیف دہ ہے اسلیئے ان کا خیال اس طرف نہیں جاتا۔ کہ مرنے والے کے لیئے موت کیسی ہے۔

خوشی کے ساتھ غم کی خبر

بہر حال انسان کے لیئے خوشی اور رنج ساتھ ساتھ ہیں۔ اسکی تازہ مثال ہی دیکھو۔ ابھی اتر سوں کی بات ہے، کہ مفتی صاحب امریکہ سے خدمت اسلام کر کے جب واپس آئے تو ان کی اس کامیاب واپسی پر ہمارے دل خوش تھے۔ اس خوشی میں ہر ایک سمجھتا تھا کہ خدا نے ہمارے لیئے اپنے فضل سے ایک خوشی کا دروازہ کھولا ہے۔ کہ ہمارا ایک دوست جو ہم سے بہت دور تھا وہ ہم میں واپس آ گیا ہے۔ یہ ایک خوشی تھی جس میں ہماری ساری جماعت نے حصہ لیا۔ اور جوں جوں باہر خبر پہنچے گی۔ حصہ لے گی۔ مگر جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ بحیثیت انسان ہمارے لیئے خوشیاں بھی ہیں۔ اور رنج بھی اسلیئے جہاں یہ بات ہمارے لیئے خوشی کا موجب تھی۔ اور ابھی تین دن بھی اس خوشی پر نہیں گذرے تھے۔ کہ آج میں ایک غمناک بات کے متعلق خطبہ پڑھنے لگا ہوں۔ میں جو خطبہ پڑھنا چاہتا ہوں۔ وہ ان آیات سے ظاہر ہے کہ جو اس مضمون کو ظاہر کر رہی ہیں۔

خادم دین کی موت کی نوعیت

میں نے بتایا ہے کہ نیک انجام انسان کے لیئے خوشی کی گھڑی موت ہے۔ جو شخص نیکی اور تقوے اور خدمت دین کی حالت میں اس جہان سے گزرتا ہے۔ اس کی جدائی اگر شاق ہے تو زندوں کے لیئے ہے اسکے لیئے تو راحت اور مسرت کی گھڑی ہے کسی شاعر نے خوب کہا ہے

انت الذی ولدتك امك باكیا
والناس حولك یضحكون سرورا
واسع علی عمل تكون اذا بكوا
فی وقت موتك ضاحكا مسرورا

کہ جب تو پیدا ہوا تھا۔ تو روتا تھا۔ اور جو تیرے قرابت دار تھے۔ وہ تیری پیدائش پر ہنستے تھے۔ جن کے ہاں بچہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ تو اس کی پیدائش کی خوشی میں ہنس رہے ہوتے ہیں۔ لیکن بچہ چونکہ تنگ رستہ سے ہو کر پیدا ہوتا ہے۔ اور اسکے جسم کی ہڈیاں ہل جاتی ہیں۔ شاعر کہتا ہے اپنے رونے پر ہنسنے والوں سے تو اس طرح بدلا لے کہ ایسے اعمال نیک بجا لا۔ کہ جب تو فوت ہو۔ تو اس وقت تو ہنس رہا ہو۔ کہ خدا کے فضل کے نیچے جا رہا ہے۔ اور وہ لوگ جو تیری پیدائش کے وقت ہنستے تھے۔ وہ روئیں۔ کہ ایسا نیک انسان ہم سے جدا ہو رہا ہے ؛

خدا کی راہ میں مرنیوالا زندہ ہے

اور ایسے عزیزوں کی جو خدمت دین کرنے والے ہوں۔ جدائی ایک تلخ گھونٹ ہے۔ مگر قرآن کریم ایسے لوگوں کو جو خدمت دین میں جان دیں۔ شہید کہتا ہے۔ اور ان کو زندہ ٹھیراتا ہے۔ کیونکہ حقیقی زندگی وہی ہے۔ جو خدا کے نزدیک زندگی ہو۔ پس خدا تعالٰے کہتا ہے۔ کہ جو میرے لئے اور میرے دین کی خدمت کرتا ہوا مرتا ہے۔ وہ مردہ نہیں بلکہ زندہ ہے۔ کیونکہ ایسے شخص کو مردہ کہنا خدا کے کلام کی ہتک ہے۔ کیونکہ وہ شخص جو خدمت دین کرتا ہوا مر گیا۔ اس پر خدا راضی ہو گیا۔ اور جس پر خدا راضی ہو۔ وہ کیسے مر سکتا ہے۔ جو خدا کے کام میں مرے خدا اس کو کیسے مردہ قرار دے سکتا ہے۔ مرنے کے معنی فنا ہونے اور مٹنے کے ہیں۔ مگر خدا کی راہ میں جو جان دے۔ وہ فنا نہیں ہو سکتا۔ اور خدا چونکہ باقی ہے۔ اس لئے وہ بھی بقا پاتا ہے ؛

غمناک خطبہ کی تقریب

میں نے بتایا ہے۔ کہ میں آج ایک دین کی خدمت میں جان دینے والے عزیز کی یاد کیلئے اور دوستوں کو اس کے لئے دعا کی تحریک کرنے کے واسطے خطبہ پڑھنے لگا ہوں۔ وہ دوست جس کو خدمت دین میں شہادت ملی ہے۔ وہ ہمارا عزیز بچہ عبیداللہ ہے ؛

خدا کی راہ میں کام کرنیوالے سب برابر ہیں

بہت لوگ جو مادیت کی طرف توجہ رکھتے ہیں سمجھتے ہیں بڑی آواز کدھر سے آتی ہے۔ وہ لوگ اس آواز کو جو امریکہ اور انگلستان وغیرہ سے آئے زیادہ اہم سمجھتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو ایسی ہی قربانی کے ماتحت دین کی خدمت کے لئے کسی اور ملک میں گئے ہوں۔ ان کی آواز ان کے نزدیک زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔ حالانکہ ان کی قربانیاں بھی ایسی ہی ہیں۔ جیسے انگلستان اور امریکہ وغیرہ جانے والوں کی ہیں۔ یورپ سے آنے والی آواز کو اہم سمجھتے ہیں۔ حالانکہ خدا کی راہ میں کام کرنے والے سب برابر ہیں۔ خواہ وہ کہیں ہوں۔ پس جو شخص کسی غیر معروف علاقہ اور غریبوں میں تبلیغ کرتا ہوا جان دیتا ہے۔ خدا کے نزدیک اس شخص کے برابر ہے۔ جو امیروں میں خدمت دین کرتا ہوا جان دے۔ اور جس طرح امریکہ اور انگلستان میں خدمت دین کرنے والے معزز ہیں۔ اسی طرح وہ بھی معزز ہیں۔ جو ادنٰی اقوام میں خدمت دین کرتے ہیں۔ اور میرے نزدیک دونوں بوجہ خدمتِ دین کے واجب التعظیم ہیں ؛

مارشس کے مبلغین کی قربانیاں

گو مادیت کے اثر کی وجہ سے مارشیس کے مبلغ بعض لوگوں کی نگاہ میں نہ آتے ہوں لیکن وہ دین حق کے مبلغ ہیں۔ انہوں نے بھی اپنے رشتہ داروں اور پیاروں کو دین کی خدمت کے لئے اسی طرح چھوڑا ہے۔ جیسا کہ امریکہ اور انگلینڈ میں جانے والوں نے چھوڑا ہے۔ انہوں نے بھی وطن سے جدائی اختیار کی ہے۔ جیسی کہ امریکہ و انگلستان جانے والوں نے کی ہے۔ جس طرح امریکہ و انگلستان میں کام کرنے والے مبلغ خدا کا نام پھیلانے کے لئے اپنی زندگیاں وقف کئے ہوئے ہیں۔ اسی طرح انہوں نے بھی وقف کی ہیں۔ اس لئے یہ نہیں۔ کہ بوجہ جرمن یا انگلستان یا امریکہ میں کام کرنے کے کسی کی قربانی بڑھ جاتی ہے۔ اور جو دوسرے ممالک میں کام کرتے ہیں۔ ان کی قربانی کم ہوتی ہے ؛

مگر باوجود اس حقیقت کے اور باوجود بھاری قربانی کے مارشیس کے مبلغ گمنامی کے گڑھے میں پڑے ہیں۔ اور ان کے اچھے کام کی داد دینے والے دنیا میں کم ہیں۔ حالانکہ وہ خدا کے دین کے خادم ہیں۔ اور ان کا خدمت دین میں جان دینا ان کو شہادت کا رتبہ دلاتا ہے۔ ہر ایک شخص ان حالات کو نہیں سمجھ سکتا۔ جن کو میں سمجھتا ہوں۔ کیونکہ میرے سامنے تمام جماعت کے حالات آتے ہیں۔ علاوہ اس کے اگر دوسرے بھی ان خطوط کو دیکھیں۔ جو میں دیکھتا ہوں۔ اور جن سے نتائج اخذ کرتا ہوں۔ تو بھی وہ باتیں نہ معلوم کر سکیں۔ جو میں سمجھ سکتا ہوں۔ اللہ تعالٰے میرے قلب میں ان کے متعلق ایک خاص احساس پیدا کرتا ہے۔ اور باوجود اس کے کہ وہی باتیں دوسروں کو سامنے آتی ہیں۔ وہ ان کو اور رنگ میں لیتے ہیں۔ مگر جب مجھ تک پہنچتی ہیں۔ تو میں ان سے اور مطلب اخذ کرتا ہوں۔ کیونکہ مجھے تمام حالات کا علم ہوتا ہے۔ ان کو سارے حالات کا علم نہیں ہوتا۔ بہت سی ایسی باتیں ہوتی ہیں۔ جن سے دوسرے خوش ہوتے ہیں۔ مگر مجھے ان سے رنج ہوتا ہے۔ کیونکہ ان میں ایک رنج کا پہلو پوشیدہ ہوتا ہے۔ جو مجھے خدا کے فضل سے معلوم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایک رنج کی خبر ہوتی ہے۔ جس سے دوسرے رنج محسوس کرتے ہیں۔ مگر میں خوش ہوتا ہوں۔ کیونکہ اس کے ساتھ ایک خوشی کی اہم بات بھی لگی ہوتی ہے۔ جسے دوسرے نہیں دیکھتے۔ پس میں اپنے علم و یقین کی بنا پر کہتا ہوں۔ کہ ہمارے مارشیس کے مبلغوں نے نہایت اخلاص کے ساتھ خدمت دین کی۔ اور وہ ہمارے اعلٰے مجاہدوں میں شامل ہیں۔ اور انہوں نے جو کچھ کیا ہے۔ خدا کیلئے کیا ہے ؛

مولوی عبیداللہ کی موت کی اہمیت

عزیز عبیداللہ کی موت معمولی موت نہیں۔ اور طبعی طور پر ہمارے لئے صدمہ اور رنج کا باعث ہے۔ ماریشس میں اس کے رشتہ دار نہ تھے۔ وہ وہاں اپنے رشتہ داروں کے لئے نہ گیا تھا۔ نہ وہ بڑی تنخواہ کے لئے گیا تھا۔ وہاں اس کو جو تنخواہ ملتی تھی یہاں کے لحاظ سے بھی زیادہ نہ تھی۔ حالانکہ یہاں جو آٹا دس سیر فروخت ہوتا ہے۔ وہاں ۲ سیر بکتا ہے۔ مگر وہ اپنی اس تنخواہ میں گذارا کرتا رہا۔ پھر وہ عمر رسیدہ نہ تھا۔ کہ ابتدائی عمر میں دنیا کی خوشیاں دیکھ چکا تھا۔ اور آخری عمر میں دین کی خدمت کے لئے نکلا تھا وہ سترہ اٹھارہ برس کا نوجوان تھا۔ جب اس نے اپنی زندگی دین کے لئے وقف کی۔

دنیا کی خوشیوں میں سے ایک بڑی خوشی یہ ہوتی ہے۔ کہ انسان اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں میں رہے۔ مگر اس عزیز نے شروع سے یہ حاصل نہ کی۔ اس کی ابتدائی عمر والدین سے جدائی میں طالب علمی کے رنگ میں قادیان میں گذری۔ اور جب وہ تعلیم سے فارغ ہوا۔ تو ہندوستان سے باہر چلا گیا۔ باپ کے پاس رہنے کا اس عزیز کو بہت کم موقع ملا۔ کیونکہ اس کی جس قدر عمر تھی یا قادیان میں تعلیم کے لئے یا ہندوستان سے باہر تبلیغ دین میں بسر ہوئی۔ گویا کہ اس کو یتیم کی موت ملی۔ وہ دنیا میں اکیلا آیا۔ اور اکیلا چلا گیا۔ ایسے وقت اور ایسی صورت میں جو احساسات ہو سکتے ہیں۔ ان کا اندازہ لگانا آسان نہیں۔ اس کے اور حالات جانے دو۔ اس کی یہ موت ہی بہت بڑی قربانی اور اس کے ساتھ نہایت درجہ غم کو اپنے ساتھ لئے ہوئے ہے۔

مولوی عبیداللہ مرحوم کے محاسن

لیکن میں نے اور خوبیوں کے علاوہ اس میں ایک خاص خوبی پائی تھی۔ اور اس خوبی کو اس کی موت نے اور زیادہ نمایاں کر دیا ہے۔ وہ یہ تھی۔ کہ اس نے دین کے لئے زندگی وقف کرنے کا جو عہد کیا تھا۔ اس کو نہایت صبر اور استقلال کے ساتھ نباہا۔ اور اخیر وقت تک کسی قسم کی شکایت یا تکلیف کے اظہار کا ایک لفظ بھی اس کے منہ سے نہ نکلا۔ حالانکہ کئی بڑے بڑے آدمی مشکلات میں گھبرا جاتے اور شکایت کرتے ہیں۔ کہ ہمیں مالی مشکلات پیش آتی ہیں۔ کبھی ان کو رشتہ دار یاد آتے ہیں۔ کبھی وطن کا خیال آتا ہے۔ لیکن اس لمبے عرصہ میں اس عزیز نے کبھی اپنے کسی خط میں کسی امر کی شکایت اشارۃً یا کنایۃً نہیں لکھی۔ اور میں نے کبھی اس کے خط سے محسوس نہیں کیا تھا۔ کہ اس کو کوئی تکلیف پہنچ رہی ہے۔ یا اس کو اپنے اعزا و اقارب یاد آتے ہیں۔ مگر اس سے بھی بڑھ کر یہ بات ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مرحوم نے اپنے عہد وقف کو کس درجہ تک نباہا۔ کہ اس کے تازہ خطوط سے معلوم ہوا ہے (ماریشس سے خطوط بہت دیر کے بعد آتے ہیں) کہ مرحوم کو سل کی مرض ہو گئی تھی۔ اور یہ ایسی مرض ہے۔ کہ جب ڈاکٹر اسکا نام بتا دے۔ تو بڑے بڑے آدمی گھبرا جاتے ہیں۔ مگر اس کی حالت عجیب تھی۔ آخری خطوط میں اس نے لکھا۔ کہ ڈاکٹر کہتے ہیں۔ مجھے سل ہو گئی ہے۔ لیکن میرا خیال ہے۔ ان کی بات غلط ہے۔ اور اگر ہو۔ تو بھی خیر۔ میں نے بہر حال خدا کے دین کا کام کرنا ہے۔ اور وہ میں کر رہا ہوں۔ خیال کرو۔ جب کہ بڑے بڑے لوگ ڈاکٹروں کے فتوے کو بہت اہم قرار دیتے ہیں۔ اور سل کا نام سن کر گھبرا جاتے ہیں۔ یہ عزیز کس اطمینان کے ساتھ اپنے آپ کو خدا کے کام میں مصروف رکھتا ہے۔ اور دلیری سے اس بات کی تردید کرتا ہے۔ گویا کہ وہ اپنی اس نازک حالت میں بھی اپنے کام اور عہد سے غافل نہیں تھا۔ اسی کے خط سے معلوم ہوا تھا۔ کہ اب کچھ آرام ہے۔ مگر معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ اس بیماری والے کے لئے بولنا سخت منع ہے۔ اس لئے درس اور لیکچر دینے کی وجہ سے اچانک موت واقع ہوئی ہے۔ کیونکہ کل ۷ دسمبر تار آیا تھا۔ کہ وہ بیمار ہیں۔ اور آج تار آیا ہے۔ کہ فوت ہو گئے ہیں

مولوی عبیداللہ کی شہادت کی مثال

ان کی موت اس مجاہد کی موت کی طرح ہے۔ جو دشمنوں کی فوج کو مسلمانوں کو پامال کرتا دیکھ کر تلوار ہاتھ میں لے۔ اور کفار کی فوج پر حملہ آور ہو جائے۔ اور لڑتے لڑتے میدان جنگ میں ہی جان دے دے۔ وہ وطن سے دور عزیزوں سے دور اور ایسی بیماری میں جس میں اپنے گھر کی چھت کے نیچے عزیزوں کی خدمت کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ جان دیتا ہے۔ اور اس طرح خدمت دین کے لئے اپنی زندگی وقف کرنیکے اقرار کو آخری سانس تک پورا کر دیا۔ اور دکھا دیا۔ کہ خدا کی راہ میں میرے لئے کوئی تکلیف نہیں۔

مرحوم کے حق میں بشارت

پس وہ ہمارے شکریہ اور حمد کے کا مستحق ہے۔ اور ہمارا فرض ہے کہ ہم اس کی تعریف کریں۔ اور در اصل جس کی حمد و تعریف خدا کرتا ہے۔ اسکی حمد اور کون کر سکتا ہے۔ میں خدا کے فضل پر بھروسہ کرتے ہوئے کہتا ہوں۔ کہ اس کو خدا کی حمد حاصل ہو گئی۔ اللہ تعالےٰ صحابہ کے متعلق قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ من المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ فمنھم من قضی نحبہ ومنھم من ینتظر وما بدلوا تبدیلا (پارہ ۲۱ ع ۱۹) مسلمانوں میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اس عہد کو جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا۔ کہ ہم نے اپنی زندگی خدا کے لئے وقف کر دی۔ آخری گھڑی تک پورا کر دیا۔ اور کچھ ایسے ہیں۔ جو اس عہد پر قایم ہیں۔ کہ آخری دم تک پورا کریں گے۔

مولوی عبیداللہ اس آیت کے مصداق ہیں

میں سمجھتا ہوں مولوی عبیداللہ اپنے عمل سے اس آیت کا

مصداق ثابت ہوا ہے۔ صحابہ کرام میں اسکی بہت سی مثالیں ہیں لیکن ہماری جماعت میں ابھی اسکی زیادہ مثالیں نہیں ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ جب بدر کی جنگ ہو چکی تو ایک صحابی جو اس جنگ میں کسی وجہ سے شامل نہیں ہو سکے تھے کہنے لگے اگر میں ہوتا تو یوں لڑتا۔ پھر جب اُحد کا موقع آیا۔ اور مسلمانوں کے قدم اپنی غلطی سے اُکھڑ گئے حتیٰ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک وقت ایسا آیا۔ کہ آپ اکیلے رہ گئے۔ چنانچہ ایک صحابی نے اس حالت میں آپ کو دیکھا۔ مگر اُس نے آپ کو نہ پہچانا۔ آپ بلندی کی طرف جا رہے تھے۔ آپ کا چہرہ چھپا ہوا تھا۔ آپ کے ساتھ صحابہ میں سے کوئی نہ تھا اور کفار کا زور اُدھر ہی تھا جس طرف آپ تھے۔ وہ ایسا وقت تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مشہور ہو گیا کہ آپ شہید ہو گئے ہیں۔ وہی صحابی جنہوں نے جنگ بدر کے بعد کہا تھا کہ اگر میں ہوتا تو اس طرح لڑتا۔ انہوں نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ سر جھکائے ہوئے سوچ رہے ہیں کہ اب کیا کریں۔ یہ شدت غم کی وجہ سے تھا۔ اس صحابی نے حضرت عمرؓ سے پوچھا۔ کیا بات ہے۔ انہوں نے کہا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں۔ اس صحابی نے کہا۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں تو پھر ہم نے زندہ رہ کر کیا کرنا ہے۔ چلو ہم بھی اُدھر ہی چلیں جدھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گئے ہیں۔ یہ کہا اور تلوار ہاتھ میں لے کر کفار کے لشکر میں گھس گئے۔ اور شہید ہو گئے۔ جب ان کی لاش دیکھی گئی تو ان کے جسم پر ستر زخم تھے اور ان کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا۔

صحابہ کا رسول کریمؐ سے عشق

ایک اور صحابی کے متعلق آتا ہے۔ کہ لڑائی میں انکی ٹانگیں کٹ گئی تھیں۔ وہ شدت درد سے تڑپ رہے تھے۔ کہ ایک صحابی ان کے پاس پہنچے اور پوچھا کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا پہلے یہ بتاؤ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا حالت ہے۔ انہوں نے جواب دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم محفوظ ہیں۔ صحابی نے کہا میری طرف سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہہ دینا کہ جب اسکو یہ معلوم ہوا کہ آپ محفوظ ہیں۔ تو اس نے آرام سے جان دی۔ اور میری قوم سے کہنا کہ ہوتے دم تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کریں۔ وہ ان میں خدا کی امانت ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ انکو نقصان پہنچے تو صحابہ میں ایسے نمونے تھے

صحابہ کرام ہماری نظر میں

یہی وجہ ہے کہ ہمارے دلوں میں ان کی عزت اپنے آباؤ اجداد سے بھی بہت زیادہ ہے۔ آباؤ اجداد میں نے زبان کے محاورہ کے طور پر کہا ہے ورنہ خدا کی قدرت نے مجھے ایک ایسے انسان کی نسل سے پیدا کیا ہے۔ جو اپنے عملوں اور قربانیوں کے باعث پچھلے لوگوں سے فائق ہو گیا اور درمیانی رشتہ توڑ کر اپنے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست جا ملا۔ اسکو چھوڑ کر دادا اور اس سے اوپر کی تمام نسلوں کی تعریف میں اگر کتنے ہی بڑے بڑے قصائد پڑھے جائیں تو بھی ہمارے خوشی ظاہر کرنے والے اعصاب میں جنبش نہیں پیدا ہو سکتی۔ لیکن اگر ان صحابہ کی تعریف کی جائے جو ہماری قوم اور ملک کے نہیں تھے مگر جو دین کی خدمات کے باعث ہمیں اپنے پیاروں سے زیادہ پیارے ہیں تو جسم میں خوشی کی لہریں دوڑنے لگتی ہیں۔

جماعت احمدیہ کا پہلا ہندوستانی شہید

ہماری ہندوستانی جماعت میں تا حال اس قسم کے نمونے بہت کم ہیں۔ جو صحابہ میں پائے جاتے ہیں۔ اور پھر ایسے بہت کم ہیں جو خدمات دین کے اقرار کو نباہنا جانتے ہوں بہت ہیں جو قربانی کرنا نہیں جانتے۔ یا نہیں کرتے۔ یا نہیں نباہتے۔ مگر مولوی عبید اللہ ہمارے ملک میں سے تھا جس نے عمل سے ثابت کر دیا کہ وہ دین کے لیئے زندگی وقف کرنا اور پھر اس عہد کو نباہنا دونوں باتوں کو جانتا تھا۔ ہماری جماعت میں پہلے شہید حضرت سید عبداللطیف تھے۔ یاد رہے کہ ان سے پہلے ان کے ایک شاگرد شہید ہوئے تھے۔ مگر وہ ہندوستان کے نہ تھے۔ بلکہ ہندوستان کے باہر کے تھے۔ ہندوستان میں سے شہادت کا پہلا موقع عبید اللہ کو ملا۔

مولوی عبید اللہ کی موت پر فخر

ہمیں اسکی موت پر فخر ہے۔ گو اسکے ساتھ صدمہ بھی ہے کہ ہم میں سے ایک نیک اور پاک روح جو خدا کے دین کی خدمت میں شب و روز مصروف تھی جدا ہو گئی۔ میں ان کے لیے خدا سے دعا کرتا ہوں اور ان کے پسماندگان کے لیئے بھی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے قرب کا اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر بخشے۔

نماز جنازہ پڑھنے اور خطبہ سنانیکی تاکید

میں جمعہ کی نماز کے بعد ان کا جنازہ پڑھوں گا۔ اور میں باہر کی جماعتوں سے امید کرتا ہوں کہ جہاں جہاں اطلاع پہنچے۔ پہلے جمعہ میں مولوی عبید اللہ مرحوم کا جنازہ پڑھیں۔ اور خطبہ میں میرا یہ خطبہ پڑھ کر سنائیں۔ اگر اسکے علاوہ کچھ اور بھی خطبہ میں کہنا ہو تو کہہ سکتے ہیں۔ لیکن یہ خطبہ ضرور پڑھیں۔ ہم مرنے والے کے لیئے دعا ہی کر سکتے ہیں وہ شخص جس نے اس کام کو کرتے ہوئے جان دی جس کا کرنا ہمارا فرض ہے اگر ہم اسکی یہ چھوٹی سے چھوٹی خدمت بھی نہ کریں تو اس سے بڑھ کر کیا بخل ہو سکتا ہے اور ایسی قوم زندہ نہیں رہ سکتی جو اپنے شہیدوں کو اعلیٰ اور عزت کا مقام نہیں دیتی۔

پس احباب خلوص اور اخلاص کے ساتھ نماز میں مرحوم کے لیئے دعا کریں۔ ہمارے اس عزیز نے اس قربانی سے ثابت کر دیا ہے کہ ہندوستانی بھی دین کے لیئے قربانی کر سکتے ہیں۔ ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ مرحوم سے سبق لیں۔ اور آگے قدم بڑھائیں۔ اور اس مقام پر کھڑے ہوں۔ جو خدا کے قرب کا مقام ہے۔ اور دین کی خدمت کے میدان میں انکا قدم آگے ہی بڑھے۔ پیچھے نہ ہٹے۔

نیورالیستھین موتی

جرمنی کی حیرت انگیز ایجاد

تمام طبیب اسپر متفق ہیں کہ بہت سی بیماریاں جسم ہی کی ضروری جزو کی کمی کی علامت ہوتی ہیں۔ اور انکو الگ بیماری سمجھنا غلطی ہوتا ہے۔ چنانچہ تجربہ سے ثابت ہوگیا ہے۔ کہ جب بھی دماغ اور اعصاب کمزور ہو جاتے ہیں بیسیوں طرح کی بیماریاں انسان کو لگجاتی ہیں اور وہ اسوقت تک دور نہیں ہوتیں۔ جبتک دماغ اور اعصاب کو طاقت نہ پہنچائی جائے۔ ڈاکٹر گابلے مشہور فرانسیسی ڈاکٹر نے اس امر کی تحقیق کی ہے کہ انسان کے دماغ اور حرام مغز کا اصل جزو لیستھین نام کا فاسفورس ہے۔ اگر یہ فاسفورس کم ہو جائے تو سینکڑوں بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ انکی اس تحقیق کے بعد بیسیوں فرانس انگلستان۔ جرمن اور اٹلی کے ڈاکٹروں نے تجربوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ اس ضروری جزو کے مہیا کر دینے سے بہت سی بیماریوں کو فائدہ ہوتا ہے اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اسکا استعمال دوا نہیں بلکہ غذا ہے۔ کیونکہ یہ انسانی جسم کا جزو ہے۔ جو نقصانات دوسری قسم کے فاسفورسوں کے استعمال سے ہو جاتے ہیں۔ جیسے گردہ کی درد وغیرہ۔ وہ اس سے پیدا نہیں ہوتے کیونکہ یہ بوجہ غذا ہونیکے سب کے سب جذب ہو جاتی ہے۔ اور گردوں کو اسکے باہر نکالنے کی محنت برداشت نہیں کرنی پڑتی۔ تجربہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اسکے استعمال سے دماغی کمزوری۔ اعصابی کمزوری۔ دُبلا پن۔ بے خوابی۔ حافظہ کی خرابی۔ قوت ارادہ کی کمی سستی۔ دائمی قبض۔ ہاضمہ کا ضعف۔ دل کی دھڑکن۔ مثانہ کی کمزوری۔ رگوں کا موٹا ہو جانا۔ اختناق الرحم۔ مالیخولیا۔ جنون سل ذیابطیس ہڈیوں کی کمزوری۔ خون کی کمی مخصوص کمزوریوں کو بہت فائدہ ہوا ہے۔ اور یورپ کے بہترین ڈاکٹروں نے تجربہ کے بعد اسکی تصدیق کی ہے۔ کہ لیستھین کے استعمال سے دماغ اور اعصاب کو طاقت حاصل ہوتی ہے جنون مالیخولیا۔ اختناق الرحم کو نفع ہوتا ہے بھوک بڑھتی ہے۔ وزن بڑھ جاتا ہے سستی تھکان اور کمزوری دور ہو جاتی ہے۔ ہڈیاں مضبوط ہو جاتی ہیں۔ طبیعت سے غم دور ہو جاتا ہے خوشی پیدا ہو جاتی ہے۔ حافظہ مضبوط ہو جاتا ہے۔ قوت ارادی بڑھ جاتی ہے۔ نیند خوب آنے لگتی ہے۔ علاوہ ان فوائد کے اگر خاص محنت کے دنوں میں اس دوا کا استعمال رکھا جائے تو جسم آسانی سے محنت کو برداشت کر لیتا ہے۔ چونکہ لیستھین علاوہ بدمزہ ہونیکے بدبودار ہوتی ہے۔ جرمن کے مشہور کارخانہ لیستھین ورکس نے اسکو ایک خاص ترکیب سے خوشبودار اور شیریں موتیوں کی شکل میں تیار کیا ہے جسے بچے بھی اچھی طرح استعمال کر سکتے ہیں۔ قیمت فی بوتل جس میں سو موتی ہیں چار روپیہ۔

یہ دوا اور اس کے علاوہ اور بھی نہایت مفید ادویات جن کی فہرست درخواست پر بھیجی جا سکتی ہے۔ مندرجہ ذیل پتہ سے مل سکتی ہے۔

دی ایسٹرن ٹریڈنگ کمپنی

قادیان ضلع گورداسپور

تجرید بخاری

عربی اصل مع ترجمہ و اردو

اس میں علامہ حسین بن مبارک زبیدی المتوفی سنہ ۸۹۳ھ نے صحیح بخاری کی نو ہزار حدیثوں میں سے نہایت احتیاط کے ساتھ مرفوعات و مقطوعات و مابعد کے واقعات و تکرارات کے حذف کے بعد ہر ایک مضمون کی ایک ایک ایسی صحیح اور متصل منفصل اور مستند حدیثیں جمع کی ہیں جنکے دیکھنے سے ساری بخاری پر عبور ہو جاتا ہے۔

پہلے اس کا صرف اردو ترجمہ ۵۲ چھوٹے صفحات پر چھپا۔ تو ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔ مگر شائقین کلام خیر الانام کی یہی آرزو پائی گئی۔ کہ اصل حدیث شریف بھی ساتھ ہو۔ چنانچہ مکرر تنقیح و تصحیح کے بعد گیارہ سو بڑی تقطیع کے صفحات پر یہ مبارک کتاب اسطرح چھاپی گئی کہ پہلے ایک مقدمہ میں امام بخاری اور تمام راویان تجرید کے جستہ جستہ حالات ہیں۔ پھر تمام احادیث کے عنوان قائم کرکے انکی ایسی فہرست دی گئی ہے کہ جسے دیکھ کر ہر شخص آسانی کے ساتھ ہر مطلب کی حدیث نکال سکتا ہے۔ پھر ساری کتاب میں ایک کالم عربی اور بالمقابل اردو ترجمہ دیا گیا ہے۔ کتاب کی لکھائی چھپائی پاکیزہ۔ کاغذ سفید ولایتی۔ جلد نہایت مضبوط ہے۔ فرمائشیں جلد بھیجئے کہ تیسرے اڈیشن کا منتظر نہ رہنا پڑے۔ قیمت صرف آٹھ روپے۔ محصول عہ۔ کل سوا نو روپیہ (لعہ)

جملہ فرمائشیں مولوی فیروز الدین اینڈ سنز پبلشرز لاہور کے نام آویں +

متفرقات

ایک برسر روزگار نوجوان قریشی کیلئے رشتہ درکار ہے ۳۵ روپیہ ماہوار تنخواہ ہے زمین و مکان بھی گاؤں میں ہے (۲) ایک قریشی لڑکی کے لیئے ناطہ مطلوب ہے (۳) ایک سید لڑکی کیلئے بھی رشتہ ایک اور لڑکی کے لئے جو مڈل میں تعلیم پاتی ہے -

(۲) "احمدی غیر احمدی میں فرق" حضرت خلیفۃ المسیح کا ایک مکتوب جس میں احمدیوں غیر احمدیوں کے عقائد کا فرق بتایا گیا ہے مفت منگوا لیجئے - اکمل قادیان

مختصر خبریں

—— شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کا دربار صاحب کے متصل گوردوارہ تھڑا صاحب پر قبضہ کرایا گیا ہے۔

—— تجویز ہو رہی ہے کہ بیرسٹری کا امتحان ہندوستان میں ہوا کرے۔

—— لائل گزٹ کو معلوم ہوا ہے کہ اگر معمولی قانون اکالی لیڈروں کی سزایابی میں ناکام رہا تو گورنمنٹ انہیں ۱۸۱۸ء کے قانون کے ماتحت جلا وطن کردے گی۔

—— لندن کی خبر ہے۔ حلقہ سینٹ رولا کی انتخاب پسند امید وار مس وائلٹ رابرٹس پر جبکہ وہ ایک سکول میں انتخابات کے متعلق تقریر کر رہی تھی۔ اسپر غنڈوں نے حملہ کیا۔ ٹھوکریں ماریں۔ منہ پر تھوکا۔ یہ صدمہ ضربات کے باعث وہ صاحب فراش ہیں۔

—— اخبار اہل سنت کے ایڈیٹر مولوی ابوتراب عبدالحق —— کے خلاف مسٹر گرے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس لاہور نے ازالہ حیثیت عرفی کا مقدمہ دائر کیا تھا۔ ایڈیٹر اہل سنت نے معافی نامہ داخل کردیا ہے۔

—— دہلی کی خبر ہے کہ ۳ نومبر کو میجر ایچ سی فنشن پولیٹیکل ایجنٹ ملکھوا ڈوب ایجنسی بلوچستان قتل کردیئے گئے ہیں۔ قاتل وزیریوں کا ایک گروہ تھا۔

—— مسٹر محمد علی صاحب۔ اور شوکت علی صاحب نے ناگپور میں کئی زبردست لیکچر دیئے ہیں انھوں نے کہا ہے کہ جو مسلمان ہندوؤں کے باجا بجانے سے تنگ ہوتے ہیں وہ نالائق ہیں۔ ہندو ہماری پانچ دفعہ چھوڑ کر خوب دن رات بڑی خوشی سے باجا بجا سکتے ہیں۔ مسلمانوں کو اس سے کوئی عذر نہیں

—— ایک اخبار کے نامہ نگار کا بیان ہے کہ مولوی حسرت موہانی بروداجیل میں پہلے ہی تکلیف میں تھے جہاں تنگ کوٹھڑی جس میں روشنی کا کوئی انتظام نہ تھا۔ مگر اب انہیں کتابیں بھی نہیں دی جاتیں۔

—— ولایت کا اخبار پال مال رقمطراز ہے کہ فرانس کی ۳۰ کروڑ دس لاکھ پونڈ کی رقم واجب الادا ہے

—— روما ملک اٹلی کی خبر ہے کہ بارش کی وجہ سے جھیل گلیسنو کا پشتہ ٹوٹ گیا پانی اس کثرت سے آیا کہ مواضعات تباہ ہوگئے۔ کارخانے۔ پل اور ریلوے لائن بہ گئیں۔ ۳۰۰ اشخاص گم ہیں۔

—— روما کی خبر ہے کہ ایوان حکومت اٹلی کے ۱۹۲۱ء میں اٹلی اور روس کے درمیان اور اٹلی اور یوکرین کے درمیان جو معاہدات ہوئے تھے۔ ان کے نفاذ کا حکم جاری کردیا ہے۔

—— لالہ لوٹا رام جن پر ان کی کتابیں ملیکش توڑ کی وجہ سے سرکاری طور پر مقدمہ چلایا گیا تھا۔ پیسہ اخبار لکھتا ہے کہ گورنمنٹ پنجاب نے تجویز کیا ہے اگر لالہ لوٹا رام کتاب کی اشاعت کے متعلق تحریری معافی لے لیں تو مقدمہ واپس لیا جائے گا۔ اس کتاب کی اشاعت سے ملزم کو تین چار ہزار روپیہ کا فائدہ ہوا ہے۔

—— پنجاب یونیورسٹی سینٹ نے سر ایڈورڈ میکلیگن گورنر پنجاب کو ال۔ ال۔ ڈی کی ڈگری دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

—— ۱۹۱۱ء کی مردم شماری میں حیدر آباد دکن کی آبادی ۶۶۴۷۳۱ تھی مگر اب ۱۹۲۱ء کی مردم شماری میں ۴۲۱۷۷۰ رہ گئی ہے یعنی قریب ۶ لاکھ کے کمی ہوگئی۔

—— اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ کے اشتہاری کالموں سے ظاہر ہے کہ مہاراجہ صاحب نابھ کی سپیشل گاڑی برائے نیلامی جوڑہ بھیج دی گئی ہے

—— ملاپ لکھتا ہے کہ اسے معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ کفر توڑ کے مصنف عبد الغفور دھرمپالی کو ان کی فحش نویسی کی وجہ سے گرفتار کیا جائیگا

—— ۶ر دسمبر شاہی کمیشن میں رچن جنرل بمبئی کی شہادت ہوئی۔ آپ نے کہا کہ احاطہ بمبئی میں ۸۰ کی جگہ ۴۸ افسر مقرر کیئے جائیں۔ اور یورپین ملازمین کی بجائے ہندوستانی دو چند ہوں۔

—— امرتسر کی خبر ہے کہ اکالیوں نے دربار صاحب کے پاس .... گوردوارہ میں تھڑا صاحب پر قبضہ کیا تھا۔ معلوم ہوا ہے کہ ۷ر دسمبر کو اکالیوں کا ایک جتھا گرفتار کرلیا گیا ہے۔

—— آل انڈیا سٹوڈنٹس کانفرنس کا چوتھا اجلاس ۸ر دسمبر کو کوکناڈا میں کانگریس کے احاطہ میں منعقد ہوگا۔

—— طہران کی ۳ر دسمبر کی خبر ہے کہ مسٹر ہیلڈ کے زیر امارت سات ارکان کا ایک جاپانی وفد طہران پہنچا ہے تاکہ تجارتی حالات کا معائنہ کرے اور ایران سے تجارتی تعلقات قائم کیئے جائیں۔

—— پیرس کی پولیس نے جعلی نوٹ بنانے والوں کا ایک گروہ گرفتار کیا ہے۔ جو جرمن میں ایک پونڈ کا جعلی نوٹ بناتے تھے اور فرانس میں لاکر چلایا کرتے تھے۔

—— خبر ہے کہ فرانسیسی حکومت نے اسکندرونہ انطاکیہ اور ملحقات و مفصلات سے ترکی خواتین اور نو رسیدہ عمر ترکی لڑکیوں کو طلب کیا ہے۔ یہ لڑکیاں پیرس میں بھیجی جائیں گی اور وہاں خاص انتظامات کے ماتحت ان کو رقص و سرود کی تعلیم دلائی جائیگی۔

—— علاقہ "آیدین" (اناطولیہ) میں ترکی ڈاکوؤں نے امن عامہ کو خطرہ میں ڈالدیا تھا عام خونریزی جاری کردی تھی۔ آخر ترکی حکومت نے ۸۰ ڈاکو گرفتار کرلیئے ہیں۔

—— نیویارک کی خبر ہے کہ میکسیکو کی ریاستوں نے پریزیڈنٹ اوبریگن کے خلاف علانیہ طور پر بغاوت شروع کردی ہے۔

—— ترکی حکومت میں ترکی زبان کی ترویج کے لیئے سختی سے احکامات صادر ہو رہے ہیں حتیٰ کہ سینما میں ترکی زبان استعمال کی جارہی ہے۔

باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر شائع ہوا